آداب المُرشِد والمُرِید

تصنیف لطیف

مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت

مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَحۡمَۃً لِّلۡعَالَمِیۡنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ

آداب المرشد والمرید

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تا کہ اُس غلطی کو صحیح کرلیا جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی مِنۡ لا نَبِیُّ بَعۡدُہٗ

اما بعد! ہمارے دور میں پیری مریدی نہ صرف رسم رہ گئی ہے بلکہ اکثر دنیا کمانے کا دھندا بن گیا ہے۔ ہر شہر میں کئی کئی آستانے بلکہ قصبوں، چکوں اور دیہاتوں تک یہ سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ بڑے بڑے بورڈ آویزاں ہیں اگرچہ اس سے کمانے والوں کو دینوی فائدے حاصل ہیں لیکن انجام جانے۔ لیکن مریدین کی نیت وصول الی اللہ ہو تو مرشد جیسا ہو مرید لازماً منزل مقصود سے درکنار ہوگا۔ اگر اس کی بھی نیت دینوی ہے تو بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ فقیر مرشد کی چند علامات عرض کرتا ہے مرید پر لازم ہے کہ وہ ایسے مرشد کا دامن پکڑے جس میں یہ علامات موجود ہوں۔



(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک مرشد کا سلسلہ مستقل ہو۔

(۲) شیخ (مرشد) سنی العقیدہ ہو۔

(۳) عالم دین ہو اس لئے کہ

علم نتوان خدا را شناخت

یعنی بےعلم کو خدا تعالیٰ کی معرفت نصیب نہیں ہوگی۔

(۴) مرشد فاسق معلن داڑھی منڈا قبضہ سے کم داڑھی والا نہ ہو یعنی شریعت کا پابند ہو۔

جب ایسی علامات کا مرشد نصیب ہو جائے تو وہی نائب خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اس کے لئے شیخ شہاب الدین سہروردی سے مشہور ہے۔ فقیر اس کا ترجمہ پیش کر رہا ہے ان پر عمل پیرا ہونے سے دارین کی فلاح و بہبود نصیب ہوگی۔ اس کا مقدمہ اور آخر میں مرشد کے آداب برائے مرید اضافہ از فقیر اُویسی غفرلہٗ ہے۔

تقبل اللہ منا بجاہ حبیبہٖ الکریم الامین ﷺ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۷ ربیع الاول ۱۴۵۲ھ

☆......☆......☆

مرشد کیوں ضروری ھے؟: راہِ سلوک میں عام آدمی لاعلم ہے،اسی لئے اسے رہبری کے لئے رہبر کا ہونا ضروری ہے اور شیخ یعنی مرشد چونکہ فانی فی اللہ باقی باللہ ہے،اسی لئے اس کی رہبری سے انسان منزل مقصود تک پہنچ سکے گا۔اسی لئے مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

علم حق در علم صوفی گم شود	ایں سخن کے باورِ مردم شود

یعنی البتہ علم حق سینہ صوفی میں جاگزیں ہوتا ہے اور اس سخن کے ظاہربین بنی نوع انسان افہام وادراک سے قاصر ہیں۔ یہ مسلک صوفیہ راسخین کا ہے۔جب انسان ضعیف البنیان اذکار واشغال سے مدارج ومناہج وصال ربانی بوساطت رہبر کامل طے کرتا ہے۔

نے شود نور خدا بے پیر حاصل بندہ را	آتش خورشید بے شیشہ رسد کے پنبہ را

یعنی نور خدا بندہ کو مرشد کے بغیر حاصل نہ ہوگا جیسے روئی تک سورج کی گرمی کے لئے شیشہ درمیان نہ ہو۔

اُس وقت اس پر وہ علم جو ملائکہ سے بھی مخفی خالق لم یزل نے رکھا ہے منکشف ہوتا جیسا کہ ارشاد ہے: عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ (پارہ ۳۰،سورۃ العلق،ایت ۵)

ترجمہ: ''آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا''۔

اس علم کی تلقین وتعلیم عالم ارواح میں حضرت احدیت نے فرمائی ہے جس سے انسان خود ہی متلذذ ہوسکتا ہے۔منشاء انکشاف علمِ ما کان ومایکون جو قربت واتصال روحانی بمرتبہ امکان حضور وظہور میں آتا ہے اس کا مظہر انسان ہی ہے (عالم شہود) کہ:

بچشمان دل مبین جز دوست	ھرچہ بینی بدان کہ مظہر اوست

یعنی اور وہ علم تعلیم شدہ رموز وغوامض لطیفہ اسرار روحانیہ پر محول ہے۔

میانِ عشق و معشوق مرزسیت	کراماً کاتبین راھم خبر نیست

یعنی اس کا علم اس رب العزت کے یا عشاق واصلانِ خدا کے کسی کو نہیں ہوسکتا۔

صد کتاب و صد ورق در نار کن	جان ودِل راجانب دلدار کن

یعنی صد کتاب اور صد ورق آگ میں جھونک دے بس دل کا منہ دلدار کی طرف کردے۔

بہرحال ہر مسلمان کے لئے مرشد کا ہونا ضروری ہے لیکن دورِ حاضر میں پیری مریدی کی بیشمار دوکانیں کھلی ہوئی ہیں اسی لئے سچے اور صحیح مرشد کی پہچان ضروری ہے۔وہ پہچان فقیر اپنے مرشد کامل کی زبانی عرض کرتا ہے۔

شیخ یعنی مرشد کیسا ہو؟ جس شیخ ومرشد کے آداب حضرت الشیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمائے ہیں اس کے صفات وشرائط سمجھنا ضروری ہے۔اس لئے دورِ حاضر میں سلسلہ پیری مریدی ایک مشغلہ ورسم بلکہ کاروبار بن چکا ہے اگر واقعی کسی کو مندرجہ ذیل شرائط وصفات کا مرشد مل جائے تو یقین کرے بقول عارف رومی قدس سرہٗ

چونکہ ذات پیر را کردی قبول	ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول ﷺ

یعنی اگر آپ اطاعت پیر میں درجہ کمال پیدا کریں تو اسی میں آپ کو قربِ خداوندی اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوگا۔

’’فقیر شیخ المشائخ، مجدد دین وملت امام احمد رضا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحقیق عرض کرتا ہے‘‘۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:’’فلاح کے لئے پیرومرشد کی ضرورت ہوتی ہے۔مرشد دو قسم کے ہوتے ہیں۔اول عام کہ کلام اللہ وکلام الرسول وکلام ائمہ شریعت وطریقت وکلام علمائے دین اہل رشد وہدایت ہے اسی سلسلۂ صحیحہ پر کہ عوام کا ہادی کلام علماء کا رہنما کلام ائمہ کا مرشد کلام رسول۔رسول کا پیشوا اللہ تعالیٰ وصلی اللہ علیہ وسلم۔فلاح ظاہر ہو خواہ نہ ہو خواہ فلاح باطن اسے اس مرشد سے چارہ نہیں جو اس سے جدا ہے بلاشبہ کافر ہے یا گمراہ اور اس کی عبادت برباد وتباہ۔دوم خاص کہ بندہ کسی عالم سنی صحیح العقیدہ صحیح الاعمال جامع شرائط بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ دے۔یہ مرشد خاص جسے پیر وشیخ کہتے ہیں پھر دو قسم ہے اول شیخ اتصال یعنی جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو جائے اس کی چار شرطیں ہیں‘‘۔

(۱) شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا ہو بیچ میں منقطع نہ ہو کہ ذریعہ سے اتصال ناممکن ہو۔بعض لوگ بلا بیعت محض بزعم وراثت اپنے باپ دادا کے سجادے بن کر بیٹھ جاتے ہیں یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی بلا اذن مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں یا سلسلہ ہی وہ ہو کہ قطع کر دیا گیا۔اس میں فیض نہ رکھا گیا لوگ برائے ہوس اس میں اذن وخلافت دیتے چلے آتے ہیں یا سلسلہ فی نفسہٖ صحیح تھا مگر بیچ میں ایسا کوئی شخص واقعہ ہوا جو بوجہ انتفائے بعض شرائط قابل بیعت نہ تھا۔اس سے جو شاخ چلی وہ بیچ سے منقطع ہے ان صورتوں میں اس کی بیعت سے ہرگز اتصال حاصل نہ ہوگا بیل سے دودھ یا بانجھ سے بچہ مانگنے کی مت جدا ہے۔

(۲) شیخ سنی صحیح العقیدہ ہو بدمذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک۔آج کل بہت کھلے

ہوئے بے دینوں حتیٰ کہ وہابیہ نے کہ سرے سے منکر و دشمن اولیاء ہیں مکاری کے لئے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے ہوشیار، خبردار، احتیاط!!

اے بسا ابلیس آدم روئے هست	پس بهر دستے نبا ید داد دست

یعنی کبھی کبھی شیاطین بھی مشائخ کی شکل بنا لیتے ہیں، پس ان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے سے بچو۔ (جیسا کہ آج کل دیوبندی پیری مُریدی کے نام پر لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔)

(۳) عالم ہو علم فقہ میں اس کی اپنی ضرورت کے قابل کافی اور لازم کہ عقائد اہل سنت سے پورا واقف کفر و اسلام و ضلالت ہدایت کے فرق کا خوب عارف ہو ورنہ آج بد مذہب نہیں تو کل ہو جائے گا۔

ومن لم يعرف الخير من الشر يقع فيه [1]

صد ہا کلمات و حرکات ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے اور جاہل براہ جہالت کہ ان سے قول یا فعل کفر صادر ہوا اور بے اطلاع توبہ ناممکن تو مبتلا کے مبتلا ہی رہے اور اگر کوئی خبر دے تو ایک سلیم الطبع جاہل ڈر بھی جائے تو توبہ بھی کر لے مگر وہ جو سجادہ مشیخیت پر ہادی و مرشد بنے بیٹھے ہیں ان کی عظمت کہ خود ان کے قلوب میں ہے کب قبول کرنے دے۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ (پارہ۲، سورۃ البقرۃ، ایت ۲۰۶)

ترجمہ: ''اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی''۔

اور اگر ایسے ہی حق پرست ہوئے اور مانا تو کتنا اتنا کہ آپ توبہ کر لیں گے۔ قول و فعل کفر سے جو بیعت فسخ ہو گئی اب کسی کے ہاتھ پر بیعت کریں اور شجرہ اس جدید شیخ کے نام سے دیں اگرچہ شیخ اول کا خلیفہ ہو یہ ان کا نفس کیونکر گوارا کرے نہ اسی پر راضی ہوں گے کہ آج سے سلسلہ بند کریں مرید کرنا چھوڑ دیں لا جرم دہی سلسلہ کہ ٹوٹ چکا جاری رکھیں گے لہٰذا عالم عقائد ہونا لازم ہے۔

(۴) فاسق معلن نہ ہو۔ اس شرط پر حصول اتصال کا توقف نہیں کہ مجرد حق باعث فسق نہیں مگر پیر کی تعظیم لازم ہے اور فاسق زیلعی وغیرہ میں دوبارہ فاسق ہے۔

فی تقدیمه تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعا ومفادهذا کراهة التحریم فی تقدیمه [2]

یعنی فاسق کی تقدیم میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعاً اس کی اہانت ان پر لازم ہے، یہ بات اس پر دال ہے کہ فاسق کی

---

[1] یعنی جو نیکی و بدی میں فرق نہ کر پائے وہ بدی کر بیٹھتا ہے۔ (ضیائی)

[2] (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار باب الامامۃ، الجزء ۱، الصفحۃ ۲۴۴، مطبوعہ درالمعرفۃ بیروت)

تقدیم مکروہِ تحریمہ ہے۔

دوم شیخ مفاسد ایصال کہ شرائط مذکورہ کے ساتھ مفاسد نفس ومکائدہ شیطان ومصائد ہوا سے آگاہ ہو دوسرے کی تربیت جانتا اور اپنے متوسل پر شفقتِ تامہ رکھتا ہو کہ اس کے عیوب پر اسے مطلع کرے، ان کا علاج بتائے جو مشکلات سالک ہو، نہ نرا مجذوب۔ عوارف شریف میں فرمایا یہ دونوں قابل پیری نہیں اس لئے کہ اول خود ہنوز راہ میں ہے اور دوسرا طریق تربیت سے غافل بلکہ مجذوب سالک ہو یا سالک مجذوب اور اول اولیٰ ہے اس لئے کہ وہ مراد ہے اور یہ مرید۔

ترجمة رسالہ آداب الشیخ

للشیخ شہاب الدین السہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرید کو شیخ کی خدمت میں جانا اور اس کی خدمت میں بیٹھنے کے آداب اور لوازمات سے واقف ہونا اور ان اُمور کی رعایت رکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ جب مرید شیخ کی خدمت میں مؤدب رہے گا تو شیخ کے دل میں اس کی محبت پیدا ہوجائے گی اور جب شیخ کے دل میں اس کی محبت اثر کرگئی تو اس وسیلہ جمیلہ سے مرید کا وجود رحمت الٰہی اور برکات وفیوض نامتناہی میں شامل ہوجائے گا اور مرید کا شیخ کے حضور میں قبول ہونا اسباب کی صریح دلیل ہے کہ وہ خداوند کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب مشائخ کے حضور میں جو اس کے شیخ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان واسطہ ہیں قبول ہوچکا۔

مقبولِ اهل دل مقبولِ خدا است

شیخ کے بعض حقوق تربیت کا بدلہ سوائے حسن آداب کے کچھ نہیں ہوسکتا۔ چونکہ مرید کو علماء اور مشائخ کے ساتھ ابوت معنوی کی نسبت ہے اس واسطے ان کی تعظیم وتوقیر بھی ضروریات سے ہے اور اس میں کوتاہی کرنا عین عقوق سمجھا جائے گا۔

بزرگوں کی شناخت بہت ضروری ہے حدیث شریف میں ہے:

مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا [۳]

---

[۳] (سنن ابوداود، کتاب الادب، الباب فی الرحمۃ، الجزء ۱۳، الصفحۃ ۳۲۵ الی ۳۵۳، الحدیث ۱۰۴۷۱، مکتبۃ الرشد، الریاض)

(مُسند احمد، کتاب الادب، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنھما، الجزء ۱۱، الصفحۃ ۳۴۵، الحدیث ۶۷۳۳، مؤسسۃ الرسالۃ)

اس کے علاوہ یہ حدیث بہت سی مشہور کُتب جیسے ترمذی، حدیث ۱۹۲۰، مُصنف ابن ابی شیبہ، حدیث ۲۵۳۵۹، شعب الایمان، حدیث ۱۰۴۷۱ وغیرہ میں موجود ہے۔

یعنی جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔
اور شیخ جو کہ خداوند کریم کی حضوری کا نہایت نزدیک وسیلہ ہے جو شخص اس کے حقوق میں کوتاہی کرے گا وہ خداوند کریم کے حقوق ادا کرنے سے قاصر کہلائے گا۔

من ضیع رب الادنیٰ لم یصل رب الاعلیٰ

یعنی جسے چھوٹے مربی کے حقوق کو ضائع کیا وہ بڑے مربی یعنی پروردگار تک نہیں پہنچے گا۔
مریدوں میں شیخ کا وجود گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کا نمونہ ہے۔ صحابہ کرام میں کیونکہ شیخ مخلوق کو خدا کی طرف دعوت کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی رو سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے۔

اَلشَّیْخُ فِی قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِی اُمَّتِہٖ [۴]

یعنی شیخ اپنے مریدوں میں ایسا ہے جیسا نبی اپنی اُمت میں۔
کلی اور جزی جن کی نگہداشت و رعایت مرید کو شیخ کے ساتھ لازم ہے وہ پندرہ (۱۵) ہیں۔

ادب نمبر ۱: مرید کو لازم ہے کہ اپنے شیخ کو مریدوں کی تربیت و ارشاد و تادیب اور تہذیب میں اس زمانہ کے مشائخ سے اعلیٰ اور اکمل جانے بلکہ یہی اعتقاد رکھے کیونکہ اگر دوسرے کو اس کے مقابل یا اس سے کامل دیکھے گا تو محبت اور اُلفت کا رابطہ ضعیف اور سست ہو جائے گا اور اس سبب سے مشائخ کرام کے اقوال اور احوال کی تاثیر اس میں کما حقہ اثر پذیر نہ ہوگی کیونکہ مریدوں کے لئے اقوال کی تاثیر اور شیخ کے احوال کی سرایت کا رابطہ شیخ کے ساتھ محبت رکھنے سے ہوتا ہے۔ مرید کو شیخ کے ساتھ جس قدر زیادہ محبت ہوگی اسی قدر اس کی تربیت کی استعداد قوی ہوتی جائے گی۔ [۵]

---

[۴] (المقاصد الحسنۃ، الباب الاول، حرف الشین المعجمۃ، کتاب العلم، الصفحۃ ۴۱۲، الحدیث ۶۰۹، دار الکتاب العربی، بیروت)
اس کے علاوہ یہ المقاصد الحسنۃ میں ہی کتاب العلم میں موجود ہے۔ نیز کشف الخفاء میں حدیث: ۱۵۷۶ و دیگر کُتب میں بھی موجود ہے

[۵] یہاں پر یہ خیال کرے کہ میرے شیخ کے سوا دنیا میں کوئی ولی اللہ اور خدا کا دوست نہیں ہے۔ خاکساران جہاں را بحقارت منگر۔ تو چہ دانی کہ گرد سوارے باشد۔ اس باب میں بعض احباب افراط و تفریط کرتے ہیں جو ان کی ہلاکت کا باعث ہے۔ یعنی جب ان کے رُوبرو کسی شیخ یا سجادہ نشین کا ذکر کیا جائے تو اس شیخ یا سجادہ نشین کی غیبت یا تحقیر کرتے ہیں یا اس کے عیوب بیان کرنے لگتے ہیں اور اس سے بڑھ کر ان کی ہلاکت کے لئے کوئی بُرائی نہیں ہے کہ تھوڑی سی بات کو خیال کرو کہ اَلْغِیْبَۃُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا (مجمع الزوائد و منبع الفوائد، کتاب الأدب، باب ما جاء فی الغیبۃ والنمیمۃ، الجزء ۵، الصفحۃ ۹۲، الحدیث ۱۳۱۲۸، مکتبۃ القدسی) یعنی ''غیبت زنا سے بھی بدتر ہے''۔ بعض عوام تو فی البدیہہ کہہ بیٹھتے ہیں کہ آج کل کے فلاں سجادہ نشین نے دوکانداری پھیلائی ہے تو یہ کلمہ بھی قابلِ غور ہے کہ اگر وہ سجادہ نشین یا شیخ باطنی تکمیل سے بے بہرہ ہے اور ظاہر میں بنا ہوا ہے تو اس کے مکر اور دھوکے کا حساب خداوند کریم قیامت میں اس کے ساتھ کرے گا۔ اس حالت میں غیبت درست نہیں ہے۔

هر کرا جامه پارسا بینی پارسادان و نیکمر وانگار، درندانی که درنهامایش چیست ، محتسب درون خانه چه کار

''اگر وہ باطنی کمال سے بہرہ ور ہو تو خیال فرما کہ خدا کے دوست کی غیبت کہاں پہنچائے گی''۔
''الحذر الحذر من الغیبۃ'' غیبت کرنے والا اپنی سب نیکیاں دوسروں کو دیدیتا ہے۔

ادب نمبر۲: چاہیے کہ شیخ کی صحبت کے التزام میں کمر بستہ رہے یعنی طالب اپنے جی میں یہ بات مقرر کرلے کہ میرا فتح الباب یعنی دینی و دنیاوی سعادت اور تکمیل کا دروازہ شیخ کی صحبت اور اس کی خدمت کرنے سے کھلے گا اور یہ تصور باندھے کہ شیخ کا آستانہ پر جان قربان کردوں گا یا مقصود کو پہنچوں گا اور اس عزیمت و ہمت کے ثبات کا یہ نشان ہے کہ اگر شیخ اس کو رد اور دور بھی کرے تو بھی شیخ سے نہ پھرے اور نہ بے اعتقاد ہو کیونکہ مشائخ اکثر مریدوں کی ہمت کی جستجو اور آزمائش کیا کرتے ہیں۔

حکایت: ایک بار حیری شاہ شجاع کرمانی علیہ الرحمۃ کے ساتھ نیشاپور میں ابوحفص حداد علیہ الرحمۃ کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ابوحفص حداد علیہ الرحمۃ نے عثمان حیری کی پیشانی میں نورِ ولایت کو چمکتا دیکھ کر قوتِ القائی سے اس کے احوال کو جذب کرلیا اور اپنی ارادت میں مقید کردیا جب شاہ کرمان لوٹنے لگے تو ابوعثمان حیری نے شاہ کرمان کو کہا کہ آپ کچھ ایام نیشاپور میں توقف فرمائیں۔ابوحفص حداد علیہ الرحمۃ نے عثمان حیری کو اپنے پاس سے اُٹھا دیا اور فرمایا کہ تجھ کو چاہیے کہ آئندہ ہماری مجلس میں نہ بیٹھے۔ابوعثمان اشارت کو قبول کرکے پچھلے پاؤں پیچھا ہٹا یہاں تک کہ نظروں سے غائب ہوکر دل میں ٹھان لی کہ ابوحفص علیہ الرحمہ کے دروازہ پر ایک گڑھا کھود کر بیٹھ جاؤں اور جب تک ابوحفص حداد علیہ الرحمۃ باہر نکلنے کی اجازت نہ دیں اور نہ بلائیں باہر نہیں نکلوں گا۔جب ابوحفص حداد علیہ الرحمۃ نے عثمان حیری کی سچی ارادت اور بلند ہمت مشاہدہ فرمائی تو اس کو بلا کر بہت مہربانی فرمائی اور اپنے خواص میں داخل فرمایا یہاں تک کہ آپ نے اس کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کردیا اور شیخ کی رحلت کے بعد یہی سجادہ نشین ہوئے۔

ادب نمبر۳: اپنے جان و مال میں تصرفاتِ شیخ کا مانع نہ ہو جو کچھ شیخ فرمائے اس پر راضی اور قائم رہے کیونکہ ارادت اور محبت کا جوہر اس طریقہ کے سوا ظاہر نہیں ہوسکتا اور اس کی سچائی اور ارادت کا عیار اس کسوٹی کے سوا پرکھا نہیں جاسکتا جیسا کہ خداوند کریم نے اپنی سچی کتاب میں فرمایا: فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (پارہ۵،سورۃ النساء،ایت ۶۵)

ترجمہ: ’’تو اے محبوب (ﷺ) تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں‘‘۔

ادب نمبر۴: شیخ کے ظاہری اور باطنی تصرفات میں اعتراض نہ کرے اور جب شیخ کے احوال سے کسی باب میں تردد ہو اس بات کی صحت و سقم کو معلوم نہ کرسکے تو موسیٰ اور خضر علیہم السلام کے قصہ میں غور کرے کہ باوجود نبوت اور کمال علمیت کے موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام کے بعض تصرفات پر کیسا انکار فرمایا تھا اور جب موسیٰ علیہ السلام پر ان تصرفات کے راز اور حکمت کھولے گئے تو اقرار کرلیا جس بات کا راز معلوم نہ ہوسکے اس میں اپنی سمجھ اور علم کا قصور اور

کوتاہی جانے تاکہ ارادت اور محبت میں قصور نہ آجائے کیونکہ محبت اور ارادت کے کم ہو جانے سے شیخ کے سینہ سے مرید کے سینہ میں فیوض کی آمد کم ہو جاتی ہے۔

حکایت: سیدنا جنید بغدادی علیہ الرحمہ کے ایک مرید نے آپ سے سوال کیا پھر شیخ علیہ الرحمہ کے جواب پر اعتراض کیا جنید بغدادی علیہ الرحمہ نے فرمایا: فان لم تؤمنوبی فاعتزلون

یعنی اگر تم کو مجھ پر یقین نہیں ہے تو مجھ سے کنارہ کشی کرو۔

اورقرآن مجید کی آیت کچھ اس طرح ہے: وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِیْ فَاعْتَزِلُوْنِ (پارہ ۲۵،سورۃ الدخان، آیت ۲۱)

ترجمہ: اور اگر تم میرا یقین نہ لاؤ تو مجھ سے کنارے ہو جاؤ۔

ادب نمبر ۵: سب دینی اور دنیاوی کلی اور جزوی کاموں کو شیخ کی ارادت واختیار واجازت کے سوا شروع نہ کرے۔

ادب نمبر ٦: شیخ کے خطرات کی رعایت کرنی چاہیے جو حرکت شیخ کو ناپسند ہو اس پر اقدام نہ کرے اور شیخ کے حسن خلق وکمال، حلم ومدارا اور عفو پر اعتماد اور بھروسہ کر کے اس حرکت کو معمولی نہ جانے۔

ادب نمبر ۷: اپنے کشف اور واقعات کے احوال شیخ کے آگے ظاہر کرے اور ان کی صحت وسقم کا احوال شیخ کے علم کے ساتھ تلاش کرے۔ کشف اور واقعات بیداری میں ہوں یا نیند میں ان کو شیخ کے علم کی طرف رجوع کرے اور جب تک اچھی طرح ان کی صحت و ماہیت کو نہ پہنچے ان کی صحت پر جلدی سے حکم نہ کرے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان واقعات کا منبع اور جڑ مرید کی جان میں کوئی پوشیدہ ارادت ہو جس پر اس کو واقفیت نہیں اور بلا سوچے سمجھے ان کی صحت پر حکم کر بیٹھے اور اس سے کوئی خلل پیدا ہو جائے اور جب واقعات کو شیخ کے آگے بیان کرے گا اور شیخ اپنے علم سے ان کی ماہیت سے واقف ہو جائے گا اگر ان میں کچھ صحت ہے تو شیخ کے حکم پر یقین سے عمل کرے ورنہ شبہ دور ہو جائے گا۔

ادب نمبر ۸: جب شیخ کلام کرے تو اس کے کلام کو اچھی طرح سے سنے اور منتظر رہے کہ شیخ کے کلام پر کیا گزر رہا ہے شیخ کی زبان کو کلامِ الٰہی کا وسیلہ اور واسطہ جانے اور یقین کرے کہ شیخ خدا کے ساتھ گویا ہے اور کلام کر رہا ہے حرص وہوا کے ساتھ نہیں کہتا اور مرتبہ فبی ینطق وبی یبصروبی یسمع [٦] میں پہنچا ہوا ہے اور شیخ کے دل کو موج مارنے والی سمندر کی طرح خیال کرے جو کہ علوم کے موتیوں اور معارف کے جوہر سے پُر ہے اور جب عنایت ازلی کی ہوا چلنے سے موج مارتا ہے تو ان بیش بہا جواہرات سے بعضِ کو زبان کے کنارہ پر ڈال دیتا ہے۔ لازم ہے کہ ہمیشہ منتظر وحاضر رہے تا کہ شیخ کے پُر فوائد کلام سے محروم و بے نصیب نہ رہے اور اس کلام اور اپنے

---

[٦] یعنی میرے واسطے سے وہ بولتا ہے، میرے واسطے سے وہ دیکھتا ہے، میرے ذریعے سے وہ سُنتا ہے۔ (ضیائی)

حال کے درمیان مناسبت اور متابعت دیکھے اور اپنے جی میں یہ خیال کرے کہ خداوند تعالیٰ کے دروازے پر قابلیت کی زبان کے ساتھ اپنے حال کی بہتری ڈھونڈتا ہے اور اس کی قابلیت کی استعداد کے مطابق غیب سے خطاب وارد ہوتا ہے کہ شیخ کے ساتھ کلام کرنے میں اپنے نفس کے احوال کو ڈھونڈے اور یہ بھی نہ ہو کہ ریا و اظہارِ علم اور اپنی معرفت ظاہر کرنے کی صفت سے موصوف ہو کر شیخ کے ساتھ کلام کرے اور اپنے آپ کو کمالیت کی صفت سے شیخ کے آگے ظاہر نہ کرے۔ بعض مفسرین نے اس آیت کے نزول کا سبب اس طرح بیان کیا ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (پارہ۲۶،سورۃ الحجرات،ایت۱)

ترجمہ: ''اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو''۔

کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف کے بیٹھنے والے جو کوئی سائل آپ سے مسئلہ پوچھتا تو وہ حاضرین آپ کے جواب سے پہلے ہی فتویٰ دیدیتے اس وقت یہ آیت اُتری اور خداوند کریم نے سب کو تادیب فرمائی اور اس سبقت سے منع فرمایا۔

ادب نمبر۹: شیخ کے حضور میں آواز بلند نہ کرے کیونکہ بزرگوں کے حضور میں آواز کا بلند کرنا بھی ترک ادب ہے۔

ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کسی مسئلہ میں بحث ہوئی اُنہوں نے آواز بلند کی، فوراً ان کو ادب سکھانے کے لئے یہ آیت اُتری:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (پارہ۲۶،سورۃ الحجرات،ایت۲)

ترجمہ: ''اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو''۔

بعد ازاں جب کلام کرتے تو اس قدر نرم اور آہستہ آواز سے کہ مشکل سے سنا جاتا تھا پھر یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی (پارہ۲۶،سورۃ الحجرات،ایت۳)

ترجمہ: ''بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لئے پرکھ لیا ہے''۔

ادب نمبر ۱۰: شیخ کے ساتھ بہت زیادہ کلام نہ کرے کیونکہ شیخ کے ساتھ کلام سے شیخ کا رعب اس کے دل میں کم ہوجائے گا اور فیض بھی بند ہوجائے گا۔ لازم ہے کہ شیخ کو تعظیم اور احترام سے خطاب کرے مثلاً یا سیدی یا مولائی اوائل نبوت کے وقت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے اسم مبارک کے ساتھ مخاطب نہیں کرتے تھے بلکہ تعظیماً یا محمد، یا احمد کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ خداوند تعالیٰ نے ان کو ادب دینے کے واسطے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

(پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، ایت ۲)

ترجمہ: ''اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر نہ ہو''۔

بعدازاں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ ایک دفعہ وفد بنی تمیم کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک پر آئی اور آپ کو باہر آنے کے لئے پکارا: یَا مُحَمَّدُ اُخْرُجْ اِلَيْنَا [1]

تب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ٥ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ (پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، ایت ۴، ۵)

ترجمہ: ''بیشک وہ جو تمہیں حُجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا''۔

ہر ایک قول و فعل میں شیخ کی تعظیم و تکریم واجب جانے اپنا سجادہ شیخ کے آگے نہ ڈالے سوائے نماز کے وقت۔ سماع کے وقت حتی المقدور حرکت و آواز سے اپنے آپ کو نگاہ رکھے اور شیخ کے حضور میں ہنسی بھی نہ کرے۔

ادب نمبر ۱۱: جب شیخ کے ساتھ کلام کرنا چاہے خواہ دینی ہو یا دنیاوی تو دیکھے کہ شیخ کو کلام سننے کی فرصت ہے یا نہیں اور جب شیخ کے ساتھ کلام کرے تو بہت جلدی نہ کرے۔

ادب نمبر ۱۲: شیخ کے حضور میں اپنے مرتبے کو حد نگاہ رکھے اور جو حال و مقام ان سے نہیں دیکھا ہے اس کی بابت کلام نہ کرے۔

ادب نمبر ۱۳: شیخ کے راز کو ظاہر نہ کرے۔ شیخ جو اپنی کرامات اور واقعات چھپاتا ہے مریدوں کو ان پر اطلاع ہوجائے تو ان کو ظاہر نہ کریں شاید کہ شیخ ان اسرار کو بعض دینی مصالح کی رُو سے چھپاتا ہو اور اگر وہ ان کو ظاہر کرے تو کچھ

---

[1] (تفسیر البغوی، سورۃ الحجرات، تفسیر قولہ تعالیٰ "إن الذین ینادونک من وراء الحجرات أکثرہم لا یعقلون، الجزء ۷، الصفحۃ ۳۳۷، دار طیبۃ)

فساد پیدا ہو جائے۔

ادب نمبر ۱۴: اپنے اسرار و رموز شیخ سے بیان کر دے نہ چھپائے جو کرامت خداوند تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہوئی ہو اس کو شیخ کے آگے بیان کرے کیونکہ اس سے آئندہ بہت سے فوائد حاصل ہوں گے۔

ادب نمبر ۱۵: وہ جو بات اپنے شیخ سے کسی کے آگے نقل کرے اس کو سننے والے کے فہم کے مطابق بیان کرے اور جس بات کو عوام نہ سمجھ سکیں بیان نہ کرے جس بات کو سامع نہ سمجھے اس کے بیان کرنے سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا ہے بلکہ ضرر ہے اور ممکن ہے کہ سننے والے کا عقیدہ شیخ کی نسبت فاسد ہو جائے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: كَلِّمُوا النَّاسَ عَلَى قَدْرِ عُقُولِهِمْ [۸]

حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُونَ ، وَدَعُوا مَا يُنْكِرُونَ ، أَتُرِيدُونَ أَنْ يُكَذَّبَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ [۹]

کلموا الناس علیٰ قدر عقولهم ولا تکلموا الناس علیٰ عقولکم و دعوا ماینکرون

اتریدون یکذب الله ورسوله

یعنی لوگوں سے ان کی عقل کے موافق کلام کرو نہ اپنی عقل کے موافق اور چھوڑ دو اس بات کو جس سے وہ منکر ہوں کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اور رسول کی تکذیب ہو۔ (مثنوی شریف)

یعنی جب تمہاری بات نہ سمجھیں گے تو اپنے میں کچھ کا کچھ سمجھ کر کیا عجب ہے کہ خدا اور رسول کی بھی تکذیب کرنے لگیں اس لئے ایسی بات کہو اور اس طرح کہو کہ اس کو خاص و عام سب سمجھیں۔

تمت ترجمة رسالة آداب المريد

---

۸ (الآداب الشرعية، فصل الطعن على العلماء، الجزء ۱، الصفحة ۲۷۹، عالم الكتب)

۹ (الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح لابن تيمية، فصل من أدلة عموم رسالة النبي صلى الله عليه وسلم، فصل مانقل من بشارات المسيح بمحمد والتعليق المفصل عليها، الجزء ۴، الصفحة ۲۹۳، دار العاصمة)

آداب الشیخ للمرید

جہاں مرید کو پیر کے آداب ضروری ہیں وہاں شیخ کو بھی مرید کے چند اُمور ضروری ہیں فقیر ان کی بھی تفصیل عرض کرتا ہے۔

حدیث شریف: حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ، لَئِنْ شِئْتُمْ لَأُقْسِمَنَّ لَكُمْ ، إِنَّ أَحَبَّ عِبَادِ اللَّهِ إِلَى اللَّهِ الَّذِينَ يُحَبِّبُونَ اللَّهَ إِلَى عِبَادِهِ ، وَيُحَبِّبُونَ عِبَادَ اللَّهِ إِلَى اللَّهِ ، وَيَمْشُونَ فِي الْأَرْضِ بِالنَّصِيحَةِ

(جامع الفتاوىٰ، جلد ۱ ،صفحہ ۲۰۴) [۱۰]

یعنی قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے میں قسم کے ساتھ تم کو کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندوں میں سے زیادہ دوست وہ ہے جو اللہ کو دوست رکھتے ہیں بندوں کی طرف اور بندوں کو دوست رکھتے ہیں اللہ کی طرف اور زمین پر چلتے ہیں نصیحت کرتے ہوئے۔

یہ شیخ کے کمال مرتبے کی دلیل ہے اور حضرات صوفیہ کرام جو علم رکھتے ہیں ان کی شان ہے کہ مرید کے دل کو نصیحت سے نیک اعتقاد صاحب اخلاق بنائیں اور توجہ باطنی سے آئینہ کی مانند روشن کردیں کہ تجلیات جمال احدیت وجلال صمدیت اس میں منعکس ہوجائیں اور محبت میں اپنے مالک کے زندگانی کا مزہ پائے اور راضیۃ مرضیۃ کی صفات ظاہر ہوجائیں۔

ادب نمبر ۱: بندہ کے دل میں خدا کی محبت کا تخم بونا اور خدا کو بندہ کی جانب مہربان ورضامند کرنا قولہ تعالیٰ:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (پارہ۳،سورۃ اٰل عمران،اٰیت ۳۱)

ترجمہ: ”اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا“۔

نفس ہمیشہ اپنی خواہشوں کی لذت اور دنیا کی محبت اتنی دل میں بھر دیتا ہے کہ خدا اور رسول کی محبت کی جگہ دل میں باقی نہیں رہتی جب دنیا کی محبت دل سے نکال دے تب خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی جگہ دل میں ہوگی اور شیخ اپنی قوم میں ایسا ہے جیسا نبی اپنی اُمت میں چنانچہ بکریوں کا چرواہا گرگ ودرندوں سے بکریاں اپنی بچاتا ہے اور سبز چارہ اور شیریں پانی کی طرف ہانک کرلے جاتا ہے۔

ادب نمبر۲: استعداد عطا کرنے کا شیخ کو اور اخذ کرنے کا مرید کو سلیقہ ہوا ایسا نہ ہو کہ مرید تو پیر پر جان کی بازی

---

[۱۰] (المداوی لعلل الجامع الصغیر وشرحی المناوی،حرف الھمزۃ،الجزء۲،الصفحۃ ۴۳۷،الحدیث ۱۰۰۲،دارالکتبی ،القاھرۃ۔مصر)

لگادے اور پیر کے لئے مرید کا خیال ہے کہ مرشد کی خدمت کرنا ہو ان کو آرام سے بٹھا کر ان پر احسان کرتا ہو اور شیخ نے سمجھا کہ مجھے آسودگی مفت میسر ہے نصیحت کرنے سے مرید خفا ہو جائے گا جیسا چلتا ہے ویسا چلنے دو اپنا کام کرو یہ شیطانی سمجھ دونوں کو نقصان میں ڈالتی ہے۔

ادب نمبر۳: مرید کے مال میں طمع نہ کرے اور خدمت کی توقع نہ رکھے پھر مرید خود اپنے دل میں جھکے گا اور بقدر اعتقاد خدمت کرنے میں سعات دو جہانی سمجھے گا۔ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ میں صحابہ کرام کو فرمایا کہ اپنے مال سے بقدر طاقت آدھا یا پاؤ عیال واطفال کا حق بچا کر لے آؤ اور غریب مسلمانوں کی خوراک ولباس وغیرہ کی صورت انتظام کرو اسی روز بعض نے آدھا اور بعض نے پاؤ مال کل کا بعض نے کم بیش سونا روپیہ لا کر حاضر کر دیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سب مال پیش کر دیا ایک دن کی خوراک بھی عیال واطفال کے لئے نہ رکھی یہاں تک کہ عبا کی گھنڈی چاندنی کی تھی اس کو بھی مال میں رکھ کر لائے اور گھنڈی کی جگہ عبا میں ببول کا کانٹا لگا لیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ اپنے گھر کے عیال واطفال کا کیا خرچ رکھا ہے کہا خدا اور اس کا رسول کافی ہے مجھ کو۔

وَ مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ (پارہ ۲۸، سورۃ الطلاق، ایت ۳)

ترجمہ: ''اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ (اللہ تعالیٰ) اسے کافی ہے''۔

اس دل کے یقین درجہ پر افضل البشر بعد النبی کا خطاب حاصل کیا ہے۔

ادب نمبر٤: شیخ کو ترک تعلقات وکثرتِ عبادات کا خیال ہمیشہ رہے تا کہ مرید کا اعتقاد صادق بڑھے اور شیخ کی پیروی حتی الامکان کرے اور دل کی ہمت سے فیض حاصل کرنے کا راستہ کھلے اور جو فتوحات شیخ کو ملے بقدر حاجت رکھ کر باقی فقراؤ مساکین پر صرف کر دے۔ فقراء اور اغنیاء دونوں شیخ کی نظر میں یکساں ہو جائیں بلکہ تونگر سے زیادہ فقیر مسکین کی تعظیم کرتا رہے۔

ادب نمبر ٥: جو کچھ جذبہ غیبی وسرور باطنی اذکار واشغال سے دل میں پیدا ہو اس کو مریدوں پر بخشش توجہ قلبی سے کرتا جائے اس امر میں تفاوت امیر وفقیر کا خویش و بیگانہ کا نہ رکھے۔ چنانچہ سبق پڑھانے میں غریب وتونگر استاد کے نزدیک برابر ہیں۔

شرف الانسان بالعلم و الادب، لا بالمال و النسب

یعنی آدمی کی شرافت علم وادب سے ہے مال اور نسب سے نہیں ہے۔

ادب نمبر۶: اگر کسی مرید کے دل میں ضعف عزیمت وارادت پائے تو وہ خانقاہ وحلقہ اذکار واشغال کو چھوڑ کر دنیا کی جھکتا ہے تو اس کو اپنے نزدیک لطف ومدارسے بٹھائے اور جو فتوحات آئے سوا اس کو اس میں زیادہ حصہ دے اور کہے کہ مال دنیا کی رغبت تیرے نفس نے زیادہ کی تھی سو خدا نے بھیج دیا اور مدرسہ میں جیسا کہ استاد درجہ بدرجہ پہلے چھوٹی کتابیں بعد میں بڑی کتابیں بقدر استعداد وشوق شاگردوں کو پڑھاتے ہیں کہ چند سال میں اعلیٰ درجے کی تعلیم پاتے ہیں اسی طرح مرشد بھی مریدوں کو درجہ بدرجہ ریاضت وعبادت ومراقبات کی تعلیم دیا کریں ایک دم بڑی ریاضت کشی نفس پر نہایت سخت ہوتی ہے۔

ادب نمبر۷: مرید کو جو سخن کہے بغیر ضانہ کہے اس میں اپنے نفس کی خواہش داخل نہ کرے جب تخم پاک وپختہ ہوتا ہے تو کشت کاری میں جلد سرسبز ہوتا ہے اگر کچھ خامی ہے تو تلف ہوتا ہے اگر اُگا بھی تو پھل اچھا نہ ہوگا اور مرید کو تاکید کرے کہ ہمیشہ متوجہ قلب رہے خطراتِ نفسانی کے جانور چڑیاں کھیت کو کھا جائیں گے ان کی نگہبانی شب وروز رکھنا ضروری ہے۔

ادب نمبر۸: جو سخن مریدوں کی مجلس میں کہے تو اول خدا سے مدد مانگے تا کہ سامعین کے دل میں اس کا اثر پیدا ہو۔ بات ہوا کی مانند ہے ایک طرف سے آئی دوسری طرف چلی گئی واعظ مدرس کو بھی اسی طرح لازم ہے۔ مولانا ابو علی دقاق وعظ فرماتے تھے درمیان میں یہ سخن کہا کہ میں ساعت میں اس سخن کے تمہارے ساتھ برابر ہوں بعض سامعین فہمیدہ کو اس سخن پر خطرہ اعتراض کا پیدا ہوا کہ متکلم بات کرنے کے اول جانتا ہے کہ کیا کہے گا پھر سننے والوں کے ساتھ برابر کیا ہوا اسی شب کو خواب میں ہاتف غیبی نے اس معترض کو سنایا کہ متکلم مانند غواص کے ہے دل کے دریائی عمیق میں سے غوطہ مار کر صدفہائے مروارید بہت سے دامن میں بھر کر کنارے پر سامعین کے واسطے لاتا ہے ان کے سامنے کھولتا ہے کسی میں باریک موتی کسی میں گوہرابدار بعض میں دریکتا شاہوار بھی نکل آتا ہے جس کے دل میں اعتراض کا خطرہ تھا سو مٹ گیا۔ خداوند عالمیان ہمارے دلوں کے خطروں کو جو بزرگوں کے کلام پر تو معترض نہ آتے ہیں اپنے فضل وکرم سے صاف فرمائے۔ آمین

ادب نمبر۹: کسی شاگرد یا مرید کے دل میں علم وفضل کی نخوت یا دوسرے شخص کی طرف سے ملال آئے اور اس کی گرہ بن کر حسد یا کینہ پیدا ہونے کا خوف ہو تو مجلس میں شیخ دوسروں کی طرف مخاطب ہو کر ایسی حدیث حکایت بیان کرے جس میں اشارت کنایت اور تنبیہ اس کی پائی جائے تا کہ سننے والے مستفید ہوں اور وہ شخص بھی سمجھ لے کہ شیخ نے مجھ کو سبق پڑھایا: اَلْكِنَايَةَ أَبْلَغُ مِنَ التَّصْرِيحِ

یعنی صریح ظاہر جتانے سے کنایت واشارت کا سخن زیادہ تاثیر مند ہے۔

نصیحت کڑوی دوا ہے دل کی چالیس قسم کی بیماریوں کے واسطے بزرگوں نے جدا جدا دویہ لکھی ہیں کھانا اور ہضم کرنا دشوار ہوتا ہے مگر جب اس کو شہد شیریں سخن کے ساتھ ملا کر دیں تو بیمار کو تلخی معلوم نہیں ہوتی کھالیتا ہے اور تندرست ہوشیار بن جاتا ہے۔

بیت:

کفر است در طریقت ما کینہ داشتن	آیین ماست سینہ چوں آیینہ داشتن

ادب نمبر ۱۰: دنیا کی قدر ومنزلت ومکنت مسلمان کی آنکھ میں کمتر نظر آئے اس طرح سے مال فانیہ کی حقارت ظاہر کرے اور دولت آخرت باقیہ ہی اس کی بزرگی اور حاصل کرنے کی راہ بتائے اکثر مرید کے راز واسرار کو چھپا رکھے اس کے عیب و ہنر غیر کو نہ کہے اگر دل کی روشنی یا انوارِ جمالی یا کرامات ظاہر ہوں اس مرید کو خلوت میں سمجھا دے کہ اس پر اپنا دل مت لگا آگے بڑھتا چل۔

بیت:

ای برادر بے نہایت در گہیت	ہرچہ بروے بگذری بروے مالیست

سالکوں کے لئے ایسی چیزیں راہ سلوک میں ٹِک جانے کا سبب ہوتا ہے بلکہ شیطان روشنی سرخ وسفید دکھا کر دل لبھاتا ہے اور ترقی سے باز رکھتا ہے۔ اکثر لوگ تھوڑے سے مکاشفات پر بس کر کے رستہ گم کئے ہوئے ہیں جیسے اس زمانے میں ذرا سا ہندی ترجمہ پڑھنے کا ربط آ گیا تو مولوی صاحب اور واعظی صاحب شملہ دراز بن گئے زیادہ علم سیکھنے سے باز رہے۔عقائد ان کو دنیا کمانے کے ہیں ہزاروں کوس سے بیچارے عیالدار آتے ہیں اگر علم بھی سیکھتے ہیں تو فقط جاہلوں کو سمجھا دینے کے موافق اور مریدوں کو جمع کرتے ہیں تو گویا ہر سال کی کھیتی کے مانند وصولات کے لئے یہ اگلے زمانے کا حال تھا روز بروز بدتر ہوتا چلا۔اب چودہویں صدی کے تین برس گزرے یہاں کا کیا احوال ہوتا ہے یہاں تک جہل کو علم سمجھ لیا کہ تقلید ائمہ اربعہ کی چھوڑ دی شفاعت سے انکار کیا تمام اصحابوں کے زمانے تک کے مسلمانوں کو مشرک کافر کہہ دیا اور خود کفر میں گرے۔امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بہتان اور بے ادبی اپنی کتابوں میں لکھی اور چھاپ دی ہم کیا کہیں ان کا کہا اور لکھا ان پر عود کرتا ہے فقط۔

حضرت شمس الدین حافظ شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چھ سو برس پیشتر خود کے زمانے کا حال لکھا ہے۔

بیت:

ایں چه شور است که درد ورقمرمی بینم	همـه آفاق پـر از فتـنـه شرمی بینم
هیـچ رحـمـی نـه بـرادربـه بـرادردا رد	هیـچ شفقت نه پدررابه پسرمی بینم
دختران راهمه جنگ است وجدل بامادر	پسـران راهـمـه بـدخـواه پدرمی بینم
ابلـهـان راهمه شربت زگلاب وقنداست	قـوت دانا همه از خون جگرمی بینم
اسپ تـازی شـده مـجـروح بـه زیر پالان	طـوق زریں همه در گردن خرمی بینم

اللهم احفظنا من جمیع بلاء الدنیا وعذاب الاخره

یعنی یااللہ! ہماری دنیا کی تمام بلاؤں اور آخرت کے عذاب سے حفاظت فرما۔

ادب نمبر ۱۱: مرید وشاگرد کی خطا کو دامنِ عطا سے پوشیدہ رکھے نوکر خادم کا قصور معاف کرے عیب کا پردہ کسی کا نہ کھولے۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَمْ أَعْفُو عَنْ الْخَادِمِ؟ فَقَالَ: كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً [۱۱]

یعنی یارسول اللہ! میں اپنے خادم کی خطا کہاں تک معاف کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر روز ستر بار یہ مقام ایثار و تحمل ہے۔

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عید کے روز غسل کرکے کپڑے بدل کے عید کی نماز کے لئے جاتے تھے کہ کسی نے بام پر سے راکھ بھرا ہوا طشت آپ کے سر پر پھینک دیا راستے کے لوگ آپ کی طرف سے صاحب خانہ کو دھمکانے لگے آپ نے منع فرمایا اور فرمایا میرا نفس آتش کے لائق ہے اگر خاکستر سر پر ڈالی گئی تو کیا مضائقہ ہے۔

ادب نمبر۱۲: کسی مرید یا خادم سے اُمید تکریم وتعظیم کی نہ رکھے اور توقع آداب بجالانے کی فکر نہ کرے۔

حضرت وقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں چند فقراء کے ساتھ بلدہ مصر میں مسجد کے کونے میں بیٹھا تھا دیکھا کہ جناب ابوبکر وراق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے اور ستون کے پاس کھڑے ہوکر نماز میں مشغول ہوئے۔ہم نے خیال کیا کہ جب نماز سے فارغ ہوجائیں گے تو ہم تعظیم کے واسطے آگے جاکر سلام کریں گے جب آپ فارغ ہوئے سلام پھیرا جلد ہی ہماری طرف چل کر آئے اور سبقت سلام میں کئے اور کہا فقیر کو کسی تعظیم دینے پر توقع رکھنا لازم نہیں ہے۔

[۱۱] (سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ، الباب ماجاء فی العفو عن الخادم، الجزء ۴، الصفحۃ ۳۳۶، الحدیث ۱۹۴۹، مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر)

قطعہ

گر گزندت رسد تحمل کن		کہ بعفو از گناہ پاك شوی
اے برادر چو عاقبت خاك است		خاك شو پیش ازاں کہ خاك شوی

ادب نمبر ۱۳: جب تک شیخ سخن کرتا رہے مرید وشاگرد خاموش ہوکر دل کامل فہم میں نہ گزرے تو پوچھنا بے ادبی ہے۔ بالمشافہ بلند آواز کرنا بھی بے ادبی ہے اگر ذکر میں حکایت میں نبی پاک کا نام آیا علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں اور کہتے ہیں اصحابوں کے نام پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اولیاء کرام کے نام پر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، قدس سرہ، سیدنا ومولانا وغیرہ وغیرہ ضرور لکھنا یا کہنا چاہیے۔ اسی طرح ہر ایک مسلمان متوفی کو خیر سے یاد کرنا اور نیک دعا مغفرت کی اس کے حق میں کہنا خواہ زندگی میں وہ تمہارا دشمن تھا کینہ بدی کسی سے دل میں نہیں رکھنا کہ وہ کدورت وسیاہی دل میں پیدا کرتا ہے دشنام گالی ہرگز زبان سے نہ نکالنا کہ وہ حجاب قلب کا ہوتا ہے۔

ادب نمبر ۱۴: عوام سے خصوصی تونگروں کی صحبت سے دور رہنا و پرہیز کرنا بہتر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت خدمت خلق میں مشغول رہتے اکثر مساکین کے ساتھ بیٹھتے اور کسی وقت خلوت میں تنہا رہتے اور خالق سے متوجہ ہوتے۔ ابتدائی سلوک میں خلوت ضرور ہے جب انتہائی مقام پر پہنچے اس کے لئے خلوت وجلوت دونوں برابر ہیں۔ خلوت درانجمن اس مقام کا نام ہے۔ بزرگانِ قادریہ میں بین المغرب والعشاء حلقہ اذکار علانیہ کرتے ہیں ذکر جہریہ سے نقشبندیہ طریق میں ذکر سریہ سے اشتغال رہتا ہے کیونکہ تشویش واژدہام مردم سے باطن میں خلل واقع ہوتا ہے۔ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے (قول الجمیل) میں مفصل بیان چاروں طریقوں کا لکھا ہے۔

ادب نمبر ۱۵: خاکساری اختیار کرنا پہلا مقام اہل طریقت ہے۔ مصلح الدین شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے کتاب گلستان میں یہ پندرہ آداب طریقت بخوبی بیان کئے ہیں۔

رباعی

شیریں زبان سے کہنا تسخیر ہے تو یہ ہے
خاک اپنے تئیں سمجھنا اکسیر ہے تو یہ ہے
سب کام اپنے کرنا تقدیر کے حوالے
نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

ارشاداتِ امام ربانی سیدنا مجددالف ثانی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مقدس مکتوبات شریف، جلد اول، مکتوب ۱۵۳ میں فرماتے ہیں کہ

بالجملہ صحبت ایشاں را غنیمت شمر ندوآداب صحبت را مرعی دارند تا مؤثر افتد[۱۲]

یعنی مختصر یہ کہ ان کی صحبت کو غنیمت جانیں اور آدابِ صحبت کو پیش نظر رکھیں تا کہ مؤثر ثابت ہو۔

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز شیخ کی صحبت کے آداب اور مجلس کے شرائط بجالانے کی نصیحت فرمارہے ہیں۔ جب کسی طالب صادق کو شیخ کامل ومکمل کے ساتھ عقیدت ونسبت حاصل ہوجائے تو اسے اپنے آپ کو شیخ کے سپرد کردینا چاہیے اور ہر وقت اس کی خدمت میں حاضر باش رہنا چاہیے اور اس کی صحبت ومجلس کے آداب کو ہر حال میں ملحوظ رکھے کیونکہ شیخ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوتا ہے اس لئے اس کے آداب بھی نبی کے آداب کی طرح بجالائے جیسا کہ روایت میں ہے: اَلشَّیُخُ فِی قَومِہٖ کَالنَّبِیِّ فِی اُمَّتِہٖ [۱۳] سے واضح ہے تا کہ صحبت کی تاثیرات پیدا ہوں اور نسبت کا رنگ چڑھ سکے۔ وَدُوْنَہٗ خَرطُ الْقَتَادِ.

حضرت روم مست قیوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

ازخدا جوئیم توفیق ادب	بے ادب محروم ماند از لطف رب
بے ادب تنہا نہ خود راداشت بد	بلکہ آتش درھمہ آفاق زد
چوں خدا خواھد کہ پردہ کس درد	میلش اندر طعنہ پاکاں زند
ھرکہ گستاخی کندازیں طریق	گرد داندروادی حسرت غریق
ھرچہ آمد برتواز ظلمات وغم	آں زبیباکی وگستاخیست ھم

(مثنوی معنوی، دفتر اول) [۱۴]

---

[۱۲] (مکتوبات شریف، جلداول، مکتوب ۱۵۳)

[۱۳] حوالہ گذرچکا۔ ﴿یعنی شیخ اپنے مریدوں میں ایسا ہے جیسا نبی اپنی اُمت میں۔﴾

[۱۴] (مثنوی معنوی، دفتر اول، درخواستن توفیق رعایت ادب الخ، صفحہ۴، نورانی کتب خانہ پشاور)

یعنی ہم اللہ تعالیٰ سے حصول ادب کی توفیق مانگتے ہیں کیونکہ بےادب رب تعالیٰ کے فضل سے محروم رہتا ہے۔ بےادب نہ صرف اپنے آپ کو برے حالات میں رکھتا ہے بلکہ اس کی بےادبی کی آگ تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کا پردہ چاک کرنا چاہتا ہے تو پاک لوگوں پر طعنہ میں اسے مشغول کر دیتا ہے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

صحبت شیخ کے آداب اور مجلس کے شرائط: وبداند کہ رعایت آداب صحبت و مراعات شرائط از ضروریات ایں را است تاراہ افادہ واستفادہ مفتوح فرددوبدونہا لانتیجۃ للصحبۃ ولا ثمرۃ للمجالس بعضے از آداب وشرائط ضروریہ درمعرض بیان آوردہ می شود بگوش ہوش بایدشنید بدانکہ طالب راباید کہ روئے دل خودرا از جمیع جہات گردانیدہ متوجہ پیر خودساز دوباوجود پیر بے اذن او بنوافل واذکا رنپر دازد ...حتی کہ بذکر ہم مشغول نشود مگر آنکہ او امر کند وغیراز نماز فرض وسنت در حضور اوادانکند......الخ

یعنی جاننا چاہیے کہ صحبت شیخ کے آداب اور شرائط کو پیش نظر رکھنا اس راہ (طریقت) کی ضروریات میں سے ہے تاکہ افادہ واستفادہ کا راستہ کھل جائے ورنہ پیر کی صحبت اور مجلس کا کوئی نتیجہ یا ثمرہ برآمد نہ ہوگا۔ بعض ضروری آداب وشرائط بیان کئے جارہے ہیں گوش ہوش سے سننے کی ضرورت ہے۔ مرید کو چاہیے کہ اپنے دل کو تمام اطراف سے پھیر کر اپنے پیر کی طرف متوجہ کرے اور پیر کی خدمت میں اس کے اذن کے بغیر نوافل اور اذکار میں مشغول نہ ہو اور اس کے حضور میں اس کے سوا کسی اور طرف توجہ نہ کرے اور پورے طور پر اپنے پیر کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا رہے حتی کہ جب تک وہ امر نہ کرے، ذکر میں بھی مشغول نہ ہو اور اس کے سامنے فرض اور سنت کے سوا کچھ ادا نہ کرے۔

سلطان وقت کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ اس کا وزیر اس کے کھڑا تھا اتفاقاً وزیر کی نظر اس کے اپنے کپڑے پر پڑی کپڑے کے بند کو اپنے ہاتھ سے درست کرنے لگا۔ اس حال میں جب بادشاہ نے دیکھا کہ وزیر میرے سامنے آکر بھی غیر کی طرف متوجہ ہے تو جھڑکتے ہوئے کہا کہ میں ہرگز یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ تو میرا وزیر ہو کر میری موجودگی میں اپنے کپڑے کے بند کی طرف توجہ کرے۔ تو سوچنا چاہیے کہ جب کمینی دنیا کے معاملات اور وسائل کے لئے چھوٹے چھوٹے آداب ضروری ہیں تو وصول الی اللہ کے وسائل کے لئے ان آداب کی رعایت کتنی ضروری ہوگی۔ مرید کے کپڑے پر اپنا سایہ نہ پڑنے دے اور مصلی پر قدم نہ رکھے۔

ومهما امکن درجائے نه ایستد که سایه او بر جامه اویابرسایه اوافتدوبر مصلائے اوپانه نهدودرمتوضائے او طهارت نکند وبظروف خاصه او استعمال نه کند ودر حضور او آب نخوررد و طعام تناول نه نماید وبکسے سخن نکند بلکه متوجه احدے نه گردد درغیبت پیر دو جانب که اوست پاد راز نه کند و بزاق دهن بآنجانب نیندازد۔

یعنی جہاں تک ہوسکے مرید ایسی جگہ بھی نہ کھڑا ہو کہ اس کا سایہ پیر کے کپڑے پر یا سائے پر پڑتا ہو اور اس کے مصلے پر پاؤں نہ رکھے اور اس کے وضو کی جگہ طہارت (استنجا) نہ کرے اور اس کے مخصوص برتنوں کو استعمال نہ کرے اور پیر کے سامنے پانی نہ پیئے کھانا نہ کھائے۔ کسی دوسرے آدمی سے گفتگو نہ کرے بلکہ کسی اور کی طرف توجہ بھی نہ کرے اور پیر کی عدم موجودگی میں جس طرف کہ وہ رہتا ہے پاؤں دراز نہ کرے اور اس طرف تھوک بھی نہ پھینکے۔ مرید پیر کے حرکات و سکنات پر اعتراض نہ کرے اور نہ کرامات طلب کرے''۔

وهر چه از پیر صادر شودآں را صواب داند اگرچه به ظاهر صواب ننما ید اوهر چه میکنداز الـهام میکند وباذن کارمیکند بریں تقدیر اعتراض را گنجائش بناشد واگر دربعضے صور در الهامش خطاراه یا بدخطائے الـهامی در رنگ خطائے اجتـهادی است۔ ملامت اعتراض برں مجوزاً نیست وایضاً چوں ایں رامحبتے به پیر پیدا شده است درنظر محب هر چه از محبوب صادرمی شود محبوب نماید پس اعتراض را مجال نباشد ودرکلی وجزی اقتدار به پیر کندچه در خوردن وپوشیدن وچه درخفتن وطاعت کردن۔ نماز رابطر ز اوادابباید کردوفقه راهاز عمل اوباید اخذ نمود.....الخ

یعنی اور جو کچھ پیر سے صادر ہو اس کو صواب اور بہتر جانے اگرچہ بظاہر بہتر نظر نہ آئے کیونکہ وہ جو کچھ کرتا ہے الہام سے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے کام کرتا ہے۔ اس تقدیر پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں اگرچہ بعض صورتوں میں اس کے الہام میں خطا کا ہونا ممکن ہے لیکن خطائے الہامی اجتہادی کی طرح ہے اور ملامت واعتراض اس پر جائز نہیں اور جب مرید کو اپنے پیر سے محبت ہے تو محبوب سے جو کچھ صادر ہوتا ہے محبّ کی نظر میں محبوب ہی دکھائی دیتا ہے۔ پھر

اعتراض کی کیا مجال ہے اور کلی و جزی اُمور مثلاً کھانے پینے، سونے اور طاعت کے تمام معمولی کاموں میں پیر ہی کی اقتدا کرنی چاہیے اور نماز بھی اسی کی طرح ادا کرنی چاہیے اور فقہ کے مسائل بھی اسی کے طریق عمل سے سیکھنے چاہئیں۔

آں را کہ درسرائے نگار سیت فارغ است
ازباغ و بوستان و تماشائے لالہ زار

''پیر کی حرکات وسکنات میں کسی قسم کا اعتراض نہ کرے اگر چہ رائی کے دانہ کے برابر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اعتراض سے سوائے محرومی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور تمام مخلوق میں بد بخت شخص وہ ہے جو پیران عظام کے اس بزرگ گروہ کا عیب بین ہو''۔نجانا اللہ سبحانہ عن ھذاالبلاء العظیم

اپنے پیرومرشد سے کرامتیں طلب نہ کرے۔اگر چہ طلب دل میں وسوسہ اور خطرہ کی طرح کی گزرے۔کیا تو نے کبھی سنا ہے کہ کسی مومن نے کسی پیغمبر سے معجزہ طلب کیا ہو۔معجزے کے طالب تو کافر اور منکر لوگ ہوا کرتے ہیں۔

اگر شبہ پیدا شود درخاطر آندا بے توقف عرض نماید اگر حانشود تقصیر برخود بنہد ....آواز خود رابرآواز او بلند نکند وسخن بلند باونگوید کہ سوء ادب است وھر فیضے و فتوحے کہ برسد آنرا بتوسط پیر تصور نماید ....الخ

یعنی اگر مرید کے دل میں کوئی شبہ پیدا ہو تو قف عرض کر دے اگر حل نہ ہو تو پھر بھی اپنی تقصیر سمجھے اور پیر کی طرف کسی قسم کی کوتاہی یا عیب منسوب نہ کرے۔جو واقعہ ظاہر ہو پیر سے پوشیدہ نہ رکھے اور واقعات کی تعبیر اُسی سے دریافت کرے اور جو تعبیر خود طالب پر ظاہر ہو وہ بھی عرض کر دے اور اس میں درستی یا خطا کو اسی سے طلب کرے اور اپنے کشف پر ہرگز بھروسہ نہ کرے۔کیونکہ اس جہاں میں حق باطل کے ساتھ اور ثواب خطا کے ساتھ ملا جا رہا ہے اور بلاضرورت و بے اذن اس سے جدا نہ ہو کیونکہ غیر اس کے اُوپر اختیار کرنا ارادت کے خلاف ہے اور اپنی آواز کو پیر کی آواز پر بلند نہ کرے اور اُونچی آواز سے اس کے ساتھ گفتگو نہ کرے کہ یہ بے ادبی میں داخل ہے اور مرید کو جو فیوض اور فتوحات حاصل ہوں ان کو پیر کی وساطت سے تصور کرے اور اگر فی الواقعہ دیکھے کہ کوئی فیض کسی دوسرے بزرگ سے ملا ہے تو اس کو بھی اپنے پیر کا ہی فیض سمجھے کیونکہ پیر کمالات و فیوض کا جامع ہے۔وہ خاص فیض پیر سے مرید کی خاص استعداد کے مناسب بزرگوں میں سے ایک بزرگ کے کمال کے موافق کہ جس سے یہ صورت افاضہ (فیض دنیا) ظاہر ہوئی ہے مرید کو پہنچا ہے اور وہ پیر کے لطائف میں سے ایک لطیفہ ہے جو اس فیض سے مناسبت رکھتا ہے اس شیخ کی صورت سے محصول کیا ہے یہ بڑا بھاری

مغالطہ ہے۔ اللہ تعالیٰ لغزش سے محفوظ رکھے اور سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل پیر کی محبت اور اعتقاد پر ثابت قدم رکھے۔

الغرض طریقت سراسر ادب ہے مثل مشہور ہے کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچا اور اگر مرید بعض اوقات آداب بجالانے میں اپنے آپ کو قصوروار جانے اور کما حقہ اس کو ادا نہ کر سکے اور کوشش کے باوجود بھی آداب پورے نہ کر سکے تو اس کو معاف ہے لیکن قصوروار کوتاہی کا اعتراف ضروری ہے۔ اگر نعوذ باللہ پیر کے آداب کی رعایت بھی نہ کرے اور اپنے آپ کو قصوروار بھی نہ جانے تو وہ ان بزرگوں کی برکتوں سے محروم رہتا ہے۔

هر کرا روئے بـه بـهبود پود	دیدن روئے نبی سود نه بود

(دفتر اول، مکتوب ۲۹۲)

یعنی جس کی قسمت میں نہ ہو وہ بہبود تھی، دید پیغمبر اسے بے سود تھی۔

بینہ: حق سبحانہ تعالیٰ کی رضا کو پیر کی رضا کے پردے کے پیچھے رکھا ہے جب تک مرید اپنے آپ کو پیر کی پسندیدہ چیزوں میں گم نہ کردے اللہ تعالیٰ کی رضا مندیوں میں نہیں پہنچ سکتا۔ مرید کی آفت پیر کی ایذا اور ناراضگی میں ہے۔ اس کے سوا جو لغزش ہو اس کا علاج ممکن ہے لیکن ایذائے پیر کا علاج کسی چیز سے ممکن نہیں کیونکہ مرید کے لئے بدبختی کی جڑ اور بنیاد پیر کی ناراضگی ہے۔ (العیاذ باللہ)

اعتقادات اسلامیہ میں خلل اور احکام شرعیہ کی بجا آوری میں سستی کا واقع ہو جانا پیر کی ناراضگی وغضب کے نتائج وثمرات میں سے ہے۔ احوال ومواجید کہ جن کا تعلق باطن سے ہے ان میں کچھ اثر باقی رہے تو اس کو استدراج سمجھنا چاہیے کیونکہ پیر کے ناراض ہو جانے کا نتیجہ عاقبت کی خرابی اور نقصان ہے۔ (مبداو معاد)

انتباہ: واضح رہے کہ یہ آداب شیخ کامل کے ہیں۔ شیخ ناقص اور گندم نما جو فروش، خلاف شرع پیروں اور ملنگوں کے لئے یہ آداب ہرگز نہیں ہیں بلکہ کاروبار اور دکان چمکانے کے لئے ان کے ہاں متعدد اور مخصوص طریقے مقرر ہیں۔ ان کے متعلق فقیر کے رسالہ ''پیری مریدی'' میں ملاحظہ ہو۔

نوٹ: اس رسالہ کی تکمیل کے بعد امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کے فتاویٰ رضویہ میں چند آداب نظر سے گزرے فقیر بطور تبرک شامل کر رہا ہے۔

﴿آدابِ مرشد﴾

مصدقہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ

از

فتاویٰ رضویہ شریف

(۱) یہ اعتقاد رکھے کہ میرا مطلب اسی مرشد سے حاصل ہوگا اور اگر کسی دوسری طرف توجہ کرے گا تو مرشد کے فیوض و برکات سے محروم رہے گا۔

(۲) ہر طرح مرشد کا مطیع ہو اور جان و مال سے اس کی خدمت کرے کیونکہ بغیر محبت پیر کے کچھ نہیں ہوتا اور محبت کی پہچان یہی ہے۔

(۳) مرشد جو کچھ کہے اس کو فوراً بجالائے اور بغیر اجازت اس کے فعل کی اقتدا نہ کرے کیونکہ بعض اوقات وہ اپنے حال و مقام کے مناسب ایک کام کرتا ہے کہ مرید کو اس کا کرنا زہر قاتل ہے۔

(۴) جو ورد وظیفہ مرشد تعلیم کرے اس کو پڑھے اور تمام وظیفے چھوڑ دے خواہ اس نے اپنی طرف سے پڑھنا شروع کیا ہو یا کسی دوسرے نے بتایا ہو۔

(۵) مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن اسی کی طرف متوجہ رہنا چاہیے یہاں تک کہ سوائے فرض وسنت کے نماز نفل اور کوئی وظیفہ اس کی اجازت کے بغیر نہ پڑھے۔

(۶) حتی الامکان ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ اس کا سایہ مرشد کے سایہ پر یا اس کے کپڑے پر پڑے۔

(۷) اس کے مصلے پر پیر نہ رکھے۔

(۸) اس کی طہارت یا وضو کی جگہ طہارت یا وضو نہ کرے۔

(۹) مرشد کے برتنوں کو استعمال میں نہ لائے۔

(۱۰) اس کے سامنے نہ کھانا کھائے نہ پانی پیئے اور نہ وضو کرے ہاں اجازت کے بعد مضائقہ نہیں۔

(۱۱) اس کے رُوبرو کسی سے بات نہ کرے بلکہ کسی کی طرف متوجہ بھی نہ ہو۔

(۱۲) جس جگہ مرشد بیٹھتا ہو اس طرف پیر نہ پھیلائے اگرچہ سامنے نہ ہو۔

(۱۳) اور اس طرف تھوکے بھی نہیں۔

(۱۴) جو کچھ مرشد کہے اور کرے اس پر اعتراض نہ کرے کیونکہ جو کچھ وہ کرتا ہے اور کہتا ہے اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کا قصہ یاد کرے۔

(۱۵) اپنے مرشد سے کرامت کی خواہش نہ کرے۔

(۱۶) اگر کوئی شبہ دل میں گزرے تو فوراً عرض کرے اور وہ شبہ حل نہ ہو تو اپنے فہم کا نقصان سمجھے اور اگر مرشد اس کا کچھ جواب نہ دے تو جان لے کہ میں اس کے جواب کے لائق نہ تھا۔

(۱۷) خواب میں جو کچھ دیکھے مرشد سے عرض کرے اور اگر اس کی تعبیر ذہن میں آئے تو اسے بھی عرض کر دے۔

(۱۸) بے ضرورت اور بے اذن مرشد سے علیحدہ نہ ہو۔

(۱۹) مرشد کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے اور بآواز اس سے بات نہ کرے اور بقدر ضرورت مختصر کلام کرے اور نہایت توجہ سے جواب کا منتظر رہے۔

(۲۰) مرشد کے کلام کو دوسرے سے اس قدر بیان کرے جس قدر لوگ سمجھ سکیں اور جس کو یہ سمجھے کہ لوگ نہ سمجھیں گے تو اسے بیان نہ کرے۔

(۲۱) مرشد کے کلام کو رد نہ کرے اگر چہ حق مرید ہی کی جانب ہو بلکہ اعتقاد کرے کہ شیخ کی خطا میرے صواب سے بہتر ہے۔

(۲۲) کسی دوسرے کا سلام و پیام شیخ سے نہ کہے۔

(۲۳) جو کچھ اس کا حال ہو بُرا یا بھلا اُسے مرشد سے عرض کرے کیونکہ مرشد طبیب قلبی ہے اطلاع کے بعد اس کی اصلاح کرے گا مرشد کے کشف پر اعتماد کر کے سکوت نہ کرے۔

(۲۴) اس کے پاس بیٹھ کر وظیفہ میں مشغول نہ ہو اگر کچھ پڑھنا ہو تو اس کی نظر سے پوشیدہ بیٹھ کر پڑھے۔

(۲۵) جو کچھ فیض باطنی اسے پہنچے اسے مرشد کا طفیل سمجھے اگر چہ خواب میں یا مراقبہ میں دیکھے کہ دوسرے بزرگ سے پہنچا ہے تب بھی یہ جانے کہ مرشد کا کوئی لطیفہ اس بزرگ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

(كذافي ارشاد رحماني)قال العارف الرومي .

عارف رومی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

چوں گرفتی پیر بین تسلیم شو	همچو موسیٰ زیر حکم خضر رو
صبر کن بر کار خضر سے بے نفاق	تانگوید خضر رو هذا فراق [۱۲]

[۱۲] (مثنوی معنوی، وصیت کردن بر رسول خدا امر علی، جلد ۱، صفحہ ۳۱۱، مؤسستہ انتشارات اسلامی لاہور)

یعنی جب تو نے پیر بنا لیا تو خبردار اب سرتسلیم خم کرلے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ۔خضر علیہ السلام کے حکم کے ماتحت چل ۔اے نفاق سے پاک شخص حضرت خضر علیہ السلام کے کام پر صبر کرتا کہ خضر علیہ السلام یہ نہ فرمادیں کہ جا یہ جدائی ہے"۔

شیخ عطار علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

گر ھوائے ایں سفرداری دلا		دامن رہبر بگیر وپس بیا
درارادت باش صادق اے مرید		تابیابی گنج عرفاں را کلید
دامن رہبر بگیر اے راہ جو		ھرچہ داری کن نثار راہ او
گرروی صد سال درراہ طلب		راھبر نبود چہ حاصل ازاں تعب
بے رفیقے ھر کہ شد درراہ عشق		عمر بگذشت ونشد آگاہ عشق
پیر خود راحکم مطلق شناس		تابراہ فقر گردی حق شناس
ھرچہ فرماید مطیع امر باش		طوطیائے دیدہ کن از خاك پاش
آنچہ میگوید سخن تو گوش باش		تانگوید او بگو خاموش باش

یعنی

(۱) اے مرید! اگر اس سفر کی خواہش رکھتا ہے تو کسی راہنما کا دامن پکڑ پھر آ۔

(۲) اے مرید! ارادت میں صادق ہوتا کہ تو معرفت کے خزانے کی چابی پائے۔

(۳) اے راہ طریقت کے متلاشی! کسی راہنما کا دامن پکڑ جو کچھ تو رکھتا ہے اس کی راہ میں قربان کردے۔

(۴) اگر تو طلب کی راہ میں سوسال چلتا رہے راہنما نہیں تو اس مشقت کا کیا فائدہ ہے۔

(۵) کسی رفیق کے بغیر کوئی عشق کے راستے پر چلا اس کی عمر گزر گئی اور وہ عشق سے آگاہ نہ ہوا۔

(۶) اپنے پیر کو حاکم مطلق سمجھ تاکہ فقیری کی راہ میں تو حق کو پہچاننے والا ہوجائے۔

(۷) جو کچھ پیر فرمائے اس کے حکم کی اطاعت کرنے والا ہوجا اس کی خاکِ پا کو آنکھوں کا سرمہ بنا۔

(۸) پیر جو بات کرے تو ہمہ تن گوش ہوجا جب تک وہ نہ کہے کہ بولو تو چپ رہ۔

یہ آداب آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے بطور تصحیح پیش ہوئے آپ نے اس کے جواب میں لکھا کہ یہ تمام حقوق صحیح ہیں۔ ان میں بعض قرآن کریم اور بعض احادیث شریفہ اور بعض ارشاداتِ اُولیاء سے ثابت ہیں اور اس پر خود واضح ہیں جو معنیٰ بیعت کا سمجھا ہوا ہے۔ اکابر نے اس سے بھی زیادہ آداب لکھے ہیں اتنوں پر عمل کریں گے مگر کم توفیق والے۔ [1]

[1] (فتاویٰ رضویہ، صفحہ ۵۸۱ تا ۵۸۴، جلد دوم، مطبوعہ لاہور)

انتباہ: یہ آداب سچے اور صحیح مرشد کے لئے ہیں جو شرعی اُصول کے مطابق ہیں وہ شرعی اُصول یہ ہیں۔

(۱) مذہب کا سنی صحیح العقیدہ ہونا۔

(۲) فقہ کا اتنا علم ہو کہ اپنی حاجت کے سب مسائل جانتا ہو اور حاجت شدید آئے تو اس کا حکم کتاب سے نکال سکے۔

(۳) اس کا سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک صحیح و مستقل ہو۔

(۴) اعلانیہ کسی کبیرہ گناہ کا مرتکب یا کسی صغیرہ پر مصر نہ ہو۔

نوٹ: دورِ حاضرہ فقیر کا جہاں تک معلومات کا دائرہ ہے ان کُل شرائط یا بعض کا فقدان ہے اور اکثر اس کے برعکس پیری مریدی چل رہی ہے ایسے لوگوں کو پیشتر مرشد بنانا گناہ بلکہ گمراہی کا راستہ کیونکہ اکثر پیر صاحبان اس شرائط سے محروم ہیں تو وہ خود بھی گمراہ ہیں۔

آں خود گم است کرا رہبری کند

یعنی جو خود گم ہے دوسروں کی کیا رہبری کرے گا۔

اسی لئے اہل اسلام پر لازم ہے کہ سوچ کر کسی ایسے مرشد کا دامن پکڑیں جو صحیح معنی وارثِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اس کے آداب بجالانا اکسیر کا کام دے گا۔



فقط والسلام

وَصَلَی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلٰے حَبِیبِہِ الْکَرِیم وَعَلیٰ آلِہِ وَاَصْحَابِہِ اَجْمَعِیْن

مدینے کا بھکاری

محمد فیض احمد اُویسی قادری رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان ربیع الاول ۱۴۲۵ھ